

حق تالیف باضابطہ محفوظ ہے

هُوَ الْمُسْتَعَانُ

ارشاد لغبی

الی

اسلام آباد لہنی

حسب فرمایش مولوی خدیار - نور احمد - نور محمد - فیض احمد صاحبان

تاجران کتب ملتان شہر اندرون بوہر دروازہ

مؤلفہ

مولوی محمد برغور وار صاحب ملتان مدرسہ لائسنس اسلامیہ ملتان

مطبع ہاشمی میرٹھ میں چھپا

طبع اول جلد ۱۰۰۰ قیمت ۲۰ اگست ۱۸۹۵ء

اعلان: یہ رسد اور رسد قریباً فی ثبات مکتوبات مولیٰ علیٰ سر اعلیٰ شہر ملتان کے کتاب فروشوں سے لکھتے ہیں اور نہ براہ راست اس شخص سے یا صاحبان فروغ الدین کی درکار سے یا مکتبہ معراج صریحاً صاحبان کو برائے کتاب ملتان سے بطور میں فقط البتہ آخر محمد زور در اس مدرسہ لائسنس اسلامیہ ملتان شہر۔

۲۲۲/۲۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سواہ الذی ہو دھتہ للعلمین وعلی اللہ الذین کانوا فی دین
 اللہ جاہدین۔ انا بعد فی حقیر حقیر محمد بن خوردارستانی بخیرت جوادہ اللہ یاتی وشیفتگان حبیب زوالی عرض کرتا
 ہے کہ گو سلسلہ اسلام والدین آنحضرت علیہ السلام در بیان اہل اہل سنت کی قدر مختلف رہا اور احادیث بھی اس
 سلسلہ میں ایسے پیرایہ میں آئے کہ ظاہر جنیوں یا کم نظروں کو (گو بعض اہل کمال بھی اس دھوکہ میں آگئے) پیچھے نہ چھوڑ
 کر شیکا موقعہ ملا تاہم یہ کون کہہ سکتا ہے کہ بڑے محدثین نے کہ جنہر حدیث و روایت کا دار ہے ان کم نظروں کو کھ
 لک نہ پرچہ پنچا یا ان بزرگوں کے مقابلہ میں ایسی شہادتیں کہچہ بھی قابل اعتبار یا وقعت کی نگاہ سے دیکھی گئیں۔ اصل روایت
 میں یہ سلسلہ طری ہو چکا ہے کہ اگر کسی واقعہ کے اثبات و نفی میں برابر درجہ کی شہادتیں ہوں تو اثبات کو ترجیح ہو گئی یا
 حضرت علیہ الصلوۃ والسلام والدین شریفین کے ثبوت اسلام کے مقابلہ میں مسموت کی شہادتیں بالکل کم رتبہ میں بلکہ
 کوئی حدیث صریح کفر کے بارہ میں نہیں آئی چہ جائیکہ مساوات۔ علی قاری سے تعجب ہے کہ وہ بھی اس غلطی کے حامی ہوئے
 اور جرأت کر کے تین برس آنحضرت کے والدین کی تکفیر میں لکھے لیکن اندو کے انصاف یہ ہے کہ قاری صاحب اس بحث کو
 پایہ ثبوت تک نہیں پہنچا سکے اور ضرور تھا کہ نہ پہنچا سکتے۔ اور یہ سب اس بے ادبی کے جو حضرت میں علامہ قاری کو
 پہنچیں وہ کتب قوم میں طوطا و البتہ علوم پر مشہور ہیں حافظ عبد العزیز پر پاری تحریر کرتے ہیں کہ جب قاری صاحب نے
 شفع المذنبین بعدہ للعالمین والدین کی تفسیر میں رسالہ لکھا اور رات کو اس نیت سے سویا کہ صبح اسے شہر کر دھکا۔ تو
 صبح اٹھتے ہی میری پائل پھلا اور ٹانگ ٹٹ گئی اور اسی شب کو علی قاری کو شیخ ابن حجر مہدی صاحب بلاسنے
 خواہ میں دیکھا کہ علی قاری کی ٹانگ بسبب کسی جرات سیفہ کے گزند رسید ہوئی اتنی مختصر افسوس کے علاوہ صاحب
 باوجود اس تنبیہ کے باز نہ آئے اور اپنے مکی جوش کو منلوٹ کر کے محمد بن فضل اسد غلامتہ الاثر فی احیان القرن
 امدادی عشر میں لکھتے ہیں کہ ملا قاری نے ایک سالہ مشغل براسارت ادب والدین آنحضرت لکھا۔ اگر یہ رسالہ لکھا جاتا
 تو علماء کی تالیفات و تصانیف کے دریا طوبو جاتی فقیہ محمد بن مرفعی علی قاری کے حق میں یوں نگارش کرتے ہیں کہ

اس سے تعجب ہے کہ حضرت مولانا علیہ وسلم کے والدین کی تکفیر میں مثل اور قافیہ دار کلام بنا کر ایک سالہ رکھا شاید ملک
 (ہرات) کی سردی نے اسکے سر میں اثر کیا جس سے اسکی عقل پریشان اور عقل ہو گئی (تنبیہ الضلّٰل)۔ تاج الکفل میں لکھا
 ہے کہ بہت علماء و اولیاء نے قاری کی کتب کے مطالعہ تک کرنا منع کر دیا ہے۔ کیونکہ اسے بسبب قسب بہت سے ائمہ
 پر طعن کیا ہے۔ مولوی عبدالحی لکھنوی نے مقدمہ تعلیق المجدد میں اسطرح خبر دی ہے کہ علی قاری کی کتابیں مفید ہیں
 بعض کتابوں میں غصب کرتا تو بہت ہی فائدہ مند ہیں۔ قول حسن ہیں اسکی بڑی طرح خبر لی ہے۔ مگر آخر کار یہ
 بھی لکھا ہے کہ يقال انہ تاب فی آخر عمرہ یعنی کہا گیا ہے کہ اخیر عمر میں توبہ کے ساتھ ممتاز ہوا تھا۔ جو علماء حضرت والدین کے
 اسلام اور ناجی ہونیکے قائل ہیں انہیں سے بعض کے اسماء گرامی یہ ہیں علامہ ابن حجر مکی صاحب فتح الباری ابن حجر
 ہیتمی امام رازی شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ امام قرطبی۔ امام غزالی علامہ صلاح الدین۔ محب الدین طبری۔
 علامہ زرقانی۔ حافظ عبد العزیز رازی۔ محمد بن فضل اللہ۔ علامہ سیوطی وغیرہم رضی اللہ عنہم جمیعین۔ علامہ سیوطی
 نے تو اس مسئلہ میں لگا تار چھ رسالے تحریر کئے ہیں جنہیں سے بعضے مطبوع ہو کر مفید ملاحق ہوئے مگر بسبب علی ہونیکے
 علوم پیارے اُن سے مستفید نہ ہو سکے۔ لہذا مجھے بعض اجنبی نے یہ تحریک دلائی کہ اگر اُن مسائل کے مضامین کا خلاصہ
 زبان اردو میں کر دیا جائے تو علماء و اس امر کے کہ علوم فائدہ مند ہوں عاقبت کے لئے نہایت عمدہ ذخیرہ ہو گا۔
 مجھے اسکی ضرورت پہلے بھی معلوم ہو چکی تھی ایک دن اتفاقاً میں ایسے مجمع میں پہنچا جو کچھ بحث مسائل کر رہے تھے
 اچانک وہ بحث مرحلہ طے کر لی ہوئی یہاں تک پہنچی کہ آیا والدین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مومن ہیں یا کافر۔ ناجی
 میں یا ناجی سے جمع کے اکثر آدمی تو دنگ ہو گئے کہ یہ کیا مسئلہ ہے کہ بے موقعہ بے محل (مؤذن) بنگلے بنگلام
 برداشت) واقعہ ہوا ہے۔ مگر ایک شیخ چشم جو میاکی میں تمام حاضرین پر سبقت رکھتا تھا جھنجھلا کر بولا کہ والدین
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (سادہ) کافر ہیں نہ ناجی اور ساتھ ہی یہ کہہ دیا کہ احادیث میں اسطرح آیات ہیں کہ
 سننے سے صحت سے نہ بلکہ ہر ایک مسلمان کے جو دماغ موجود تھے رنگے کھڑے ہو گئے اور ضرور ہے کہ ہر ایک مسلم
 جو ناجی میں موجود تھا کہیں شیر تیز۔ خاتم النبیین خیر البشر نبی الدین سے محبت رکھتا ہو گا رنگے کھڑے
 ہو گئے کیونکہ ایسا نبی جسکی تعریف کر نہیں سکتے ہیں بجز جملہ علماء تمام تہذیب انفس قاصر ہوں اور اسی مصرعہ پر کفایت کریں
 کہ خدا سے پوچھئے شان محمد و اہل بیت کی ذات پاک میں کل اوصاف مہمدہ جمع ہوں جو منسرد افراد

گذشتہ انبیاء و رسل میں پائے جاتے تھے۔ حسن بیعت و مہربانی۔ پانچ خوبان ہمہ دارند تو نہاداری
اور کسی نے کیا اچھا کہا ہے کفہ کی صفت بے نظیری کا نبی لایمی بے نظیر ہوئے۔ عہد انہمازیگ توفی قصہ
اور خداوند کریم تو نہاد میں نام تک لے کر وادار ہو بلکہ یسن یا ایہا النبی۔ یا ایہا الرسول کے خطاب عزت بخشے
اور سورہ حجرات میں ایما نذر مل کو بھی یہ حکم دے کر اے مونسو اسے آواز و نگو نبی کی آواز پر بلند نکر وادار اس
کہک کر نہ بولو جیسے آپس میں بولا کرتے ہو کہ میں تمہارا اعمال کا رت ہو جائیں۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ اے میرے
جیب جو آپ کو مجھ کے پاس پکارتے ہیں انہیں سے اکثر یہ قوت میں تھم۔ افسوس کہ ایک منہ آدمی ایسے
نبی کے والدین کو کافر اور نبی کو کافر کا بیٹا قرار دے۔ الامان الامان۔ کہوت کلمہ تخریج من افواہم وان بقولون الامان
کذابا مجھے اس موقع پر ایک ریٹ یاد آئی ہے جس کا بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے جناب سید المرسلین
المنہین فرماتے ہیں ما اذی حدیث ما اذیت یعنی جتنا میں یاد کیا ہوں کوئی ایذا نہیں دیا گیا۔ دوسری
حدیث اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثال فالامثال۔ اگر حضرت کی ایذا کے مجبور کا شیرازہ اوسیر کرنا ظہر
کو دکھلایا جائے تو یقین ہے کہ سونہرے بہت کم ایسے ہونگے کہ جکے صدور ان صدائے دیکھنے سے
بہور نہ ہو جائیں کہ یقیناً یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر انسان سلیم القلب حضرت کے من واقعات یا مگداز کا ذکر کرے تو
آپ کی ذات والامعفات سے تعلق رکھتے ہیں تو کیا ممکن ہے کہ قبل از اتمام اس کا سینہ پھٹ نہ جائے اور قلم چھوڑ
کر زک زبے بسمال کے طور پر کچھ اشارہ کیا جاتا ہے جس سے بر حائل سمجھ لیا کہ حدیث مذکور کہاں تک درست کہی
ہے اور ساتھ ہی یہ معلوم ہو جائیگا کہ انی اوتیت جوامع الکلم کی کیا مقدار ہے۔ آنجناب کو جو کالیف اور ایذا
پہنچیں وہ وہ پہنچ رہی ہیں یعنی بعض کالیف وہ ہیں جو کفار نامہ ناجائز سے وقوع میں آئیں مثلاً انکار نبوت کے ساتھ
کو (اعاز اللہ) فحار سامر۔ کذب مغتری وغیرہ وغیرہ کہنا۔ تا نا وغیرہ بندش جتنے کہ ہجرت تک نوبت آئی۔

بمسایہ چوں بسوختن دار صناداد رقیم در محلا بیگانہ سوختسیم

بازار کالین میں بندہ جاو کر نا قتل کے شوب حضرت کے تعلقین اور عاشقہ نشینوں کو طرح طرح کے ایذا
دینے بعض کو چوڑھا کر بعض کو دھب میں جلاتا بعض کو چابک چھری سے پٹنا صابی سے کھینچنے
اکو یا کرنا۔ دوسری وہ تکلیفیں ہیں جو اہل اسلام سے صادر ہوئیں جن کا ذکر کرتے ہوئے کلیر میں کو

آتا ہے کہ باوجود دعاوی اسلام کفار کے بھی کان کاٹ ڈالے بے سوچے یہ شر یا آتا ہے۔
 اگر مسلمان ہیں ست کہ حاکم دارد آہ اگر از پئے امروز بود فرداے

مثلاً حضرت کے خاتم النبیین ہونیکا انکار عصمت النبی میں قسم قسم کے خدشے۔ کذب علی الرسول مسجد نبوی کی شک
 دینہ عالیہ میں زنا کی عام اجازت تھے کہ سیکڑوں کنواری عورتوں کی بکارتیں توڑی گئیں ہزار عورت کو زنا کا
 محل ہوا (جذب القلوب) حدیث الناشیہ (تسلیم المصاب)۔ نواسہ نبی شہزادہ امام حسین علیہ السلام کا تو ایک ایسا
 جانکاه واقعہ ہے کہ جسکی نظیر آدم علیہ السلام سے لیکر تادم حال نہیں ملتی مگر اہل نبوت کا کوئی ایک فرد بھی ایسا نہیں
 معلوم ہوتا کہ جسکا تذکرہ بغیر آبر و بے اور آہ سرد کھینچنے کے کیا جائے۔ شاہزادہ امام حسین علیہ السلام کے واقعہ سے جو
 تکلیف حضرت کو پہنچی اس حدیث سے عیاں ہوتا ہے کہ خلفائے عباسیوں نے عباس بن علی کی کتاب سے نقل کر لیا ہے
 ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زوال کے وقت دیکھا کہ آپ کے بال پرانہ اور غبار آلود تھے
 اور ماتمہ مبارک میں ایک شیشہ (بوتل) تھا جو خون سے بھرا ہوا تھا میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر
 ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ کیا خون ہے جواب میں فرمایا کہ یہ امام حسین اور اسکے ہمراہیوں کا خون ہے آج صبح
 سے اکٹھا کر رہا ہوں ابن عباس فرماتے ہیں میں نے وہ دن یاد رکھا پھر تحقیق کی تو وہی دن امام شہید کی شہادت کا
 تھا۔ قصہ حضرت کو انواع اقسام کی تکلیفیں دی گئیں یہاں تک کہ بت آئی کہ حضرت کے والدین کی تکفیر میں سائے کھے
 گئے خلاصہ یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تک کعبہ میں تھے تا آخر حیات سارا زمانہ تحمل اذی و محن میں گذرا
 انا لله وانا اليه راجعون۔ پھر حجاج ظالم کے جھوٹے دغا پر نظر کیجئے تو اس سے بھی سرکشے کھڑے ہوتے ہیں اسے بھی شہر
 کے صحابہ اہل بیت علیہم السلام کی بیخ کنی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا امام شمرانی نے لکھا ہے کہ ان بزرگوار
 دین کی تعداد نہیں حجاج نے تیغ کیا ایک لاکھ میں ہزار ہے حضرت عمر بن عبد العزیز نے نہایت سچ کہا ہے کہ اگر ان
 پیغمبر و انبیاء کی مشیت مل کر اپنے اپنے زمانہ کے بیکار و کمویش کریں اور ہم صرف حجاج کو اگر ظلم میں یزید سے کم تو یہ تھا
 تو اسے ہلاک ہلاک بھاری ٹھیک لگا۔ (سیرۃ النعمان)۔ بیعت

اگر جلد راسخہ کی انشا کند مگر دفترے دیگر املاکند

اسی لیے حجاج نہیں بلکہ یزید و ابن زیاد بلکہ تمام ظالمین اکثر اہل علم کے نزدیک مستحق لعنت ٹھیکے۔

۴
کر دو ہر عالم گمان ظلم نرہ کہ تیر لعنت جاوید ران شانہ نشد

جب یہ معلوم ہوا کہ انبیاء و اہل بیت صحابہ ہمیشہ بدت تیر ہزار ہے میں اور کبھی نصبت میں مضطر و مضطرب ہو کر
الہوں دہن صبر کو تھمتے نہیں آیا اور اگر بے حساب ہو گیا تو کو جمع فرع سے برابر نہیں کیا تو ہمیں بھی ضروری اور
لازمی ہے کہ انقلاب زمانہ سے کوئی حرف شکایت زبان پر نہ لائیں اور بقول کے اندھا لشکوہی و حزنی الی اللہ اپنے
رب غفور کے آگے ب ہائیں اور سر خجہ کائیں کیونکہ یہ بات ہمیں یقیناً معلوم ہے کہ عیش کو تعاقب ہے عیش کو ستوری
نہ خوشی کو قیام ہے نہ اندوہ کو مقام پھر مصائب میں ڈال دلا کر ہر کس نکس کے آگے مارا مارا پھرنے اور کہہ دیکھ فریاد کی
چاہنا بجز اسکے کیا ہوگا کہ عاقبت کی برادری اور مصائب کی مضاعفت ہو۔ رباعی

ازد ہر جفا پیشہ وفاتے نتوان یافت وز گردش ایام صفائے نتوان یافت

زخم دل مجروح جگر سوختہ گاہ را سازند تراز صبر دوائے نتوان یافت

کجا بود اشہب کجا تا ختم چو کوہ میں دل دکھا تھا اور میں آج بھی درخواست ہوتی کہ سیوطی وغیرہ کے مضامین کا
خلاصہ سید والدین آنحضرت میں آیا دیکھا جائے (جیسے گندہ) ناچار باوجود بے بنیادتی کہینے یہ رسالہ لکھا اور نام
ارشاد النبی الی اسلام ابار النبی رکھا و ما توفیقی الا باللہ۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ میں نے چھ رسالے حضرت والدین کے
ثبوت اسلام میں لکھے ہیں اور ساتھ ہی یہ ثابت کیا ہے کہ وہ نابہی میں اور آخرت کو بہشت میں داخل ہو گئے۔ چنانچہ اکثر
المذہب کا ہی مذہب ہے۔ ان میں ان کے باہم مختلف ہیں کہ وہ جن بات کی اسکے چند طرق میں طریق اول ہے کہ
حضرت والدین علیہ السلام کی تائید میں یہ ہو کہ تمام زمین کچھ طبقہ تیر چہل چھالیا تھا اور کوئی بعد کا چیمام نہ چاہیو
روکے زمین پر نہ تھا جو انہیں پہنچ کر نہ علاوہ ہراں یہ دو نو بزرگ بہشت چھوٹی چھوٹی عمر میں جان بحق ہوئے۔ حافظ
صالح الدین کہتے ہیں کہ حضرت کا والد ماجد اٹھارہ برس کی عمر میں اور والدہ ماجدہ قبل از ۲۰ سال حلت گزیں ہوئے
ایسی چھوٹی عمر میں باوجود ظلمت زمانہ اور عدم وجود مبلغ رشد حاصل کرنا دشوار معلوم ہوتا ہے مگر ہر ایک انسان سے دعوت
آجہی پیغمبری ہوشیاری کے لئے یہ حکم صادر ہوتا ہے کہ یہ نابہی سے اور غیر مذہب نکال بہشت میں داخل ہوگا۔
تمام شاعر و شافع کا ہی مذہب ہے بلکہ امام شافعی خود بنفس نقیر اس کے مصرح میں ہے اور قرآن شریف کے بھی چند آیات
اسی طریق کے ثبوت میں آئے ہیں۔ آیت دہا کا معنی حق مت دہا کو لا تہرؤا و نہ تہل علا فرماتے ہیں کہ ہم

عذاب کرنے والے نہیں ہیں جب تک کہ رسول بھیجیں یہ مسئلہ فقہیہ ہے جو کتب فقہ میں مسطور ہے اور اس اصولی
قاعدہ کی فرعوں میں سے ایک فرع ہے جس پر ہمارے اشعری امام متفق ہیں اور وہ قاعدہ ہے کہ شکر منعم کا سماع واجب
ہے نہ عقلاً اور نہ قاعدہ علم کلام کے اس قاعدے کی طرف رجوع کرتے ہیں بیان کیا گیا ہے کہ حسن و قبح ہشیار
عقلی ہے لیکن اشاعرہ کے جملہ ائمہ اسکے انکار پر متفق ہیں حسن و قبح ہشیار کا انکے نزدیک شرعی ہے نہ عقلی چنانچہ کتب
کلام و اصول میں شریعت کے حضرات ائمہ نے ان دونوں قاعدوں کے بیان کرنے اور ان پر دلائل قائم کرنے اور ساتھ ہی مخالفین
کی جہتیں باطل کرنے میں بہت ہی طوالت کی ہے خصوصاً امام الحرمین غزالی فخر الدین رازی ابن سمانی قاضی
بریاقلانی وغیرہم نے تو کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ مخالفین کی جس طرح خبر لینی چاہیے تھی لی۔ اور یہ قاعدہ
بے دعوت الہی نہیں پہنچا اصول کے دوسرے قاعدہ کی طرف رجوع کرتا ہے وہ یہ کہ غافل مکلف نہیں اور اصول
اس کی تعویب بھی ہو چکی ہے۔ دلیل اسکی قواعد الثانیہ کے ذیل ان لم یکن ربک مہلک القری بظلم و اھلھا غافلون عمر
وہاں ہے کہ نہیں پروردگار تیرا ہلاک کرنے والا ہے تو نہ کا ساتھ ظلم کے اور وہاں کے لوگ پیغمبر ہوں ائمہ مذکورہ ہیں امر
پر متفق ہیں کہ جسے دعوت الہی نہیں پہنچی وہ بیشک جنتی ہے مگر الفاظ اور طرز کلام میں کسی قدر ایک دوسرے
بیجا ہیں بعضے کہتے ہیں دعوت الہی ہے بعض تحریر کرتے ہیں کہ وہ فطرت پر بعضے اُسے مسلمان کہتے ہیں اور بعضے
کہتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے حکم میں ہے حضرت کے والدین شریفین بھی اسی میں شامل ہیں۔

دوسرا طریقہ یہ کہ حضرت کے والدین اہل فطرت ہیں اور اہل فطرت کے بارے میں احادیث بایں طور وارد ہوئے ہیں
کہ ان کے دن انکا امتحان ہوگا یعنی چنانچہ احکام بتائے جائینگے جسے اطاعت کی جنتی اور جسے اطاعت نہ کی ناری ہوگا
اور وہ مسلمانوں میں بکثرت موجود ہیں لیکن صحیح الاسناد میں حدیث ثابت ہوئی ہیں کہ وہ دوسرے احادیث بھی کثرت طرز
کے ہیں جس سے سن لیں کہ حکم کھتی ہیں حضور پر ایک حدیث کا ملتا جلتا ہے۔ ابو ہریرہ سے روایت کہ قیامت کے
دن اللہ تعالیٰ اہل فطرت پر دشمنوں۔ بہروں۔ گونگوں۔ سادوں۔ ان بڑھوسوں کو جو درک اسلام نہیں ہوئے جمع کر کے ایک محل
میں جمع کرے گا جو اسکی اطاعت مشرت ہوگا بہشت میں اور جسے اطاعت نہ کی دوزخ میں داخل ہوگا۔ حافظ
ابن حجر نے جو فرماتے ہیں کہ میں حضرت کے تمام آباء و اجداد جو فطرت کے زانوں میں انتقال کرتے رہے یا مہد ہے کہ
ان کے لیے کافیا ہوئے تاکہ حضرت سے اس علیہ وسلم کی انکسین ٹھنڈی محسوس۔ حافظ عماد الدین یونسی قلم

فرماتے ہیں کہ اہل فطرت کو بعض لوگ استخوان میں ناکامیاب ہونگے لیکن آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین بہت
 خفاعتا شیع اللہ نہیں ضرور ہی کامیاب ہونگے۔ ابن تمام نے اپنے نوادر میں بسند ضعیف ابن عمر سے روایت کی ہے کہ
 حضرت فرمایا میں قیامت کے دن اپنے والدین کی شفاعت کروں گا۔ ابو سعید نے کتاب شرف النبوة میں عمران بن حصین سے
 روایت کی ہے کہ آنجناب فرمایا میں اپنے پروردگار سے عرض کی کہ میرا اہل بیت کوئی دوزخ میں جائے مگر تمہارے میری
 عرض قبول کی ابن جریر نے اپنی تفسیر میں ولتو بیطیک وک فخری کی ذیل میں یہ روایت ابن عباس کھلبے کے محمد بن
 احمد علیہ وسلم کی فرمائی ہے کہ اہل بیت میں کوئی دوزخ میں جائے اس تقریر سے معلوم ہوا کہ جو احادیث اس
 مطلب کے خلاف ہیں وہ منسوخ ہیں اور ان احادیث کا رد آیات مذکورہ وہ پہلے وارد ہوئی تھیں جیسے بہت احادیث کہیں
 کی اولاد کے ناری ہونیکے بار میں جناب نبوتی صادر ہوئی ہیں پھر آخر الامر یہ حکم نہایت صریح قیل قلا آیت ولا ترد ولادہ
 وذر اخوی مرویو بیہ حد کرنے اہل بیت کا حکم تھا۔ یہ صریح وہ حدیثیں ہیں جن میں ذکر کیا گیا ہے کہ مجھے یونس
 ابن نتہ علیہ السلام سے اچھا نہ کہو اور یہ بھی حدیث مسلم میں ہے کہ اگر کوئی کسی نے خیر البریۃ کہا تو اپنے ارشاد فرمایا کہ خیر البریۃ
 ابراہیم علیہ السلام میں امام نووی شیع مسلم میں تحریر کرتے ہیں کہ اگر کوئی کہے کہ یہ خبریں ہیں در اخبار میں نسخ نہیں ہوتا تو
 جواب یہ کہ یہ خبریں اس طرح کی نہیں جنہیں نسخ ہو والا یہ لازم آویگا کہ ہمارے نبی بیت پیغمبروں کم رتبہ ہیں وہو خرق
 الاجماع انتہی لفظاً۔ بعض مالکیہ نے طرز جواب میں یہ پہلو اختیار کیا ہے کہ جو حدیثیں حضرت والدین کی ہام غلات
 وال میں آحاد میں آیات قطعیہ کے معانی میں مکتوبت رسول۔ ان لم یکن ذلک مہلک الفی عظام و احباب بالقرآن
 کا متعابدہ معارضہ نہیں کر سکتیں۔ بانی بیضاوی کا یہ کہنا کہ آیت ولا تشل عنکم العلم حضرت کے والدین کے متعلق
 نازل ہوئی ہے غلط ہے اول فقہ قاضی بیضاوی سے اس فن منقول میں بالکل کم رتبہ ہیں احادیث موضوعہ اور نسخہ ہونے
 کرنا نہیں جائز دوسرا اپنی تفسیر میں غلط استدلال بیان کیے ہیں کہ جو اہل بیت کے خلاف ہیں شیخ عبدالحق بن علی
 لکھتے ہیں کہ اسنے وہ یہ مسائل لکھے ہیں جس میں بدل کھڑے ہو ہیں تیسرا اختلاف دیگر مفسرین میں ہے
 بخاری جوامع لکھتے ہیں کہ رتبہ سے متنازع ہے اس کے خلاف بیان کرتا ہے۔ اخطب المفسرین ابو سعید و افندی اپنی تفسیر
 بیضاوی کے خیال کی تردید کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ بیضاوی کا اس آیت شریفہ کو اس پر محمول کرنا کہ اس کے تفسیر میں
 کہ ہم کو اس آیت میں اپنے والدین کے استغفار حاصل سے منع فرمایا بالکل نظم کلام کریم اسکی موافقت نہیں کرتی۔

سے توبہ کرنا ہوں باوجود دعویٰ حدیث و قرآن الہی کے لطائف البیان میں بیچے کے علاوہ سیوطی کی توہین
 کی اور ایک اصل حدیث اور منقطع اثر سے یہ حکم دیر لکھ کر یہ آیت مذکورہ حضرت والدین کے حق میں نازل ہوئی اور ساتھ
 ہی یہ کہہ دیا کہ حضرت والدین کے ثبوت اسلام میں کوئی حدیث صحیح اور غیر صحیح میں نہیں اور علاوہ ازاں اشاعت
 بھی کر دیا کہ حدیث صحیح تو بجائے خود ضعیف بھی نہیں پھر یہ بھی تحریر فرمایا کہ ان کے کافر ہونے سے حضرت کو
 کوئی نسا و جہ لگتا ہے کہ اتنی طوم طراق کی جائے انتہی لفظاً۔ میں کہتا ہوں افسوس ہے کہ نواب صاحب نے قدم کو
 اٹھ میں لیکر چلا لکھ دیا کہ کوئی روایت صحیح لکھی نہ درایت کام یا یہ مفسرین متبرین کی کلام سے بالکل
 سوانقت کرنی چاہی تاں باوجود غیر مقلد ہونیکے اس موقع پر بیضاوی کی جو اس موقع میں برزخ متبصری کا
 مقدمہ تھا کہ مانی حاشیۃ البیضاوی (تعلیل کی وجہ میں ہے کہ لوگوں کا یہ کہنا کہ آیت مذکورہ حضرت والدین کے حق میں
 نازل ہوئی بالکل جید کیونکہ یہ آیت اہل کتاب اور شرکین کے فضیلتوں کے بیان کرنے کے وہ بیان میں ہے (حاشیہ
 جامع البیان)۔ سراج النیر میں ہے کہ جس حدیث سے آیت شریفہ کا نزول حضرت والدین کے حق میں بیان کرتے ہیں
 وہ بالکل ضعیف ہے اور مختار ہے کہ آیت اہل کتاب کے کافر نہیں اتری۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اپنی تفسیر
 میں اس حدیث و اثر کی نسبت جو نزول آیت کا حضرت والدین کے حق میں بیان کرتی ہے تحریر کرتے ہیں کہ باوجود
 ارسال سند اسناد اینہا ہم ضعیف ست مع ہذا باسباق کلام چنداں مناسبت نیست۔ تفسیر حسینی میں نزول آیت کا
 یہ کہ کوئی تلاوت ہے۔ خلاصۃ التفسیر میں لکھا ہے کہ بعضوں نے جو کہا کہ اپنے اپنے والدین کا حال دریافت کیا تو یہ
 مناسبت آتی وہ قابل التفات و اعتماد نہیں تفسیر مظہری میں ہے کہ آیت کا نزول جو ابن عباس سے حضرت والدین کے
 حق میں ہوا گیا ہے نہ صحیح ہے اور نہ میرے نزدیک پسندیدہ اگر صحیح بھی مان لیا جاتا تو یہ اس کا اپنا زعم ہے۔ اگر
 مسلم صحیح مان بھی لیں تاہم انکا کفر ثابت نہیں ہوتا کیونکہ موسیٰ بھی کبھی بوجہ کتاب بصیت اصحاب مجسم سے
 متکلم ہے جسے کہ کسی شافع کی شفاعت یا سوائے اسکے کوئی اور چیز اسے پالے یا خود کتاب اسکی مدت تک پہنچ جائے
 جنت میں منی ثمار اسد مصائب اس تفسیر کے بعد حدیث لکھی ہے جس سے حضرت اباہ کی خیریت ثابت ہوتی ہے پھر
 سیوطی کی وارد کی اور کہا ہے کہ اسنے مخالفین کو خوب ہی جواب دیئے ہیں بعد ازاں فیصلہ احمد کہا ہے۔ میں
 بھی فیصلہ احمد کہتا ہوں اور نواب صاحب کا یہ کہنا کہ حضرت والدین کے ثبوت اسلام میں کوئی حدیث صحیح یا ضعیف

نہیں آئی ضعیف ہے کیونکہ اگر یہ فرمودہ انکا قبل از وفات والدین آنجناب صحیح ان لیا جائے تو انکا کافر ہونا ثابت نہیں ہوتا کل مولود یولد علی الفطرة اسکے لئے کافی دلیل ہے باقی شرک و کفر سے انکا آلودہ ہونا شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی مدارج النبوة سے ثابت ہے۔ اگر بعد وفات محمول کیا جائے تو ایک جم غفیر کی مخالفت اور بدست کا انکار لازم آتا ہے کہ استغفرت انشاء اللہ تعالیٰ باقی رہا نواب صاحب کا یہ قول کہ حضرت کے والدین کافروں تو بھی حضرت کو کچھ وجہ نہیں لگتا باطل بطل ہے کیونکہ نبی کا ہر ایک ثابت میں اس کے بہتر ہونا چاہئے نہ یہ کہ معاذ اللہ والد کافرین ہونا۔ ابراہیم علیہ السلام پر قیاس کرنا بنا بر باطل علی الباطل ہے کیونکہ ابراہیم کے باپ آذر نہیں تھے بلکہ آذر چچا تھے کافی تنفیہ الکبیر۔

تیسرا طریق یہ ہے کہ ائمہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو بعد از وفات زندہ کر کے ایمان شرف فرمایا۔ بہت امام و حافظ حدیث اسکے قائل ہیں احادیث بھی بہت ہیں جو اسکی مسندت کرتی ہیں گو انکے اسناد ضعیف ہیں مگر بوجہ کثرت طرق حسن بغیرہ کے رتبہ سے خارج نہیں ہیں جو بنی کلان احادیث کو موضوع کہہ دینا ٹھیک نہ ہوگا کیونکہ وہ اس بارہ میں مطعون ہیں حافظ ابن حجر علامہ سیوطی وغیرہم اپنی اپنی تصانیف میں ابن جوزی کو مشدد اور مغرط لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس زندہ خدا نے یہاں تک کہ قلم کو اور خار عنان کیا کہ میدان صانع ہی اسکے مدد سے نہیں چم سکا صحیح مسلم کی حدیثوں کو با تاویل موضوع کہہ دیا ہے خلیف بغداد ہی ابن عساکر نے جناب عاتق صدیق سے روایت کی ہے کہ آنجناب حجۃ الوداع میں عقبہ الحجون پر میرے پاس سے بجات گریہ و غنا کی گز سے میں بھی حضرت کو روٹو دیکھ کر روتی پھر جب آپ نے حاجت کی تو آپکا چہرہ ہشاش بشاش تھا اور مجھے مخاطب ہو کر فرمایا اے حمیرا میرے اس اونٹ کی مبارک کولے پس میں مبارک کو لیکر اونٹ کے پہاڑ سے تکر لگا کر کھڑی ہوئی بعد ازاں آپ بہت دیر بعد تشریف آئے اور بہت ہی خوشی کی حالت میں تھے میں عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا وجہ تھی کہ آپ جب پہلے میراں سے گزرے ہیں بجا آمدیہ تھے چنانچہ میں بھی اس حالت کو دیکھ کر روتی ہوئی پھر جواب تشریف آئے تو بہت ہی خوشی کی حالت میں آپ نے فرمایا میں اپنی والدہ کی قبر پر گیا اور بناب یزیدی میں والدہ کے زندہ ہونے کی استندما کی استندما نے میری والدہ کو زندہ کیا وہ مجھ سے ایمان لے کر پھر ویسی ہو گئیں۔ ابن شامین محلی نے روایت کی ہے کہ خلفاء

عقبہ الجیون پر بات پڑم رکھی، وکشی ہو جتنا اللہ نے پانا دناں کے چہرواں کے واپس تشریف لائے خوب ہی
 فخر و خندہ حالت تھے اور فرمایا کہ میں نے جناب عزت کو اپنی والدہ کے زندہ ہونے کا سوال کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں
 میرے لئے زندہ کیا اور اب میرے ساتھ ایمان لائیں حافظ ابن سید الناس نے بعض صحابہؓ کیسے باور روایت کی ہے کہ حضرت
 کے والدین وہ نواسلہاں گئے تھے یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کیا تھا وہ ایمان کے شرف سے ممتاز ہو کر ہر فوت
 ہو گئے تھے اور جناب علیؓ نے فرماتے ہیں کہ میں نے بھی اس مضمون کی روایت کی ہے۔ انھوں نے مضمون کی بہت حدیثیں ہیں
 جو کتب قوم میں مروی ہیں، جو دیکھ کر حدیثیں بوجہ کثرت طاق حسن بغیرہ کا درجہ رکھتی ہیں۔ علامہ سیوطی نے
 حتیٰ کہ یہ حدیثیں بہت کثرت سے فرماتے ہیں کہ باتفاق امت موجود ہے۔ ثابت ہو چکا ہے کہ جو معجزات یا
 انھیں جس پہلے نے روک کر رکھے تھے وہ پھر سے پورے ہو کر رہے نبی کریمؐ کو عطا کئے گئے۔ عیسیٰ علیہ
 السلام نے چھوڑ دی تھی کہ اس شریف سے ثابت ہے کہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام کا بھی یہ معجزہ ہو
 اور وہ غیبی معجزات و امین و مردہ ہونا ہے کیونکہ بھڑس و قدس کوئی ایسا امر نہیں ہے جو عقلاً یا شرعاً
 مستبعد ہو۔ رائے علیؓ کی حدیث ویر۔ نامی شیعہ درختار جلد ثانی میں تحریر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
 نے آنجناب پر یہ بھی انوار فرمایا کہ آپ کے والدین کو زندہ کیا تاکہ وہ آپ پر ایمان رکھنے جیسا کہ حدیث میں
 وارد ہے اور اس حدیث کی قرین و امین ناصر الدین وغیرہ نے تصحیح بھی کی ہے۔ اور خود قاعدہ
 اگر تامل بھی بعد موت شرف میں ہوتے۔ بیسے بنی اسرائیل کا قتل اپنی قتل کی خبر دینے کے لئے زندہ
 کیا گیا تھا۔ اور یہی شامی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح اعزاز الہیٰ سوچ کر بعد غروب ٹوٹا یا تھا تاکہ
 حضرت علیؓ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہو۔ اس طرح حضرت کے والدین کو بعد الموت زندہ کیا تاکہ وہ ایمان
 لائے۔ اے۔

طریق چہارم یہ ہے: بچے والدین شریفین برہم علیہ السلام کے دین پر تھے اور کبھی
 شرک یا بت پرستی کے۔ پھر اسے موت نہیں ہوئے، ہم رازی کی طرف اشارہ میں بلکہ فرماتے ہیں کہ
 حضرت کے تمام آباء، دمیدہ سادہ تک صاحب توحید تھے۔ اور اپنی نفسیہ میں اسکی صراحت کی ہے۔ بلکہ
 ہر ایک نبی کے آباء کو بھی صوبہ ہے۔ اگر کسی کو یہ وہم ہو کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ (معاذ اللہ) کافر تھے

تو جواب یہ ہوگا کہ تفسیر کبیر میں ہے کہ اگر براہیم علیہ السلام کے والد نہیں تھے بلکہ چچا تھے۔ ابن جریر
 بھی اپنی تفسیر میں اس طرح لکھتا ہے۔ ابن عباسؓ مجاہدؓ ابن حرجؓ کے نزدیک ابن عباسؓ شعیبؓ ابن عباسؓ تفسیر
 میں موجود ہیں چچا کو مجازاً باب کہا غریب کے محاورے میں بکثرت آیا ہے۔ قرآن شریف و احادیث
 مطہرہ سے اسکی یہ تفسیر ملتی ہیں مسلم شریف میں یکسرواۃ الیٰ سب حبیب میں آپؐ کے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ
 عم الجمل صلا کا یہ ہے چچا باب کے برابر ہے۔ قرآن شریف میں ہے عبد لک والہ ابائک براہیم و
 اسمعیل واسحق اس نکت کے سیاق میں یوں ہے کہ جتوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو سواں کہہ کر میرے
 بعد کسل عبادت کر دئے تو انہوں نے جواب میں یہی کہا جو آیہ مذکورہ کا تفسیر ہے یعنی تم تیرے اور تیرے
 باپوں ابراہیمؑ اسمعیلؑ اسحقؑ کے خدا کی عبادت کرینگے اور یہ بالاتفاق ثابت ہے کہ اسمعیلؑ بنو توبہ کے چچا تھے
 نہ باب بکر یا پ میں شملہ کئے گئے۔ عرب کے ملکوں میں اب تک شائع ہے کہ ذرا آپؐ بڑا ہو تو راستہ ابوہریرہؓ
 کے شرف سے عزت دیتے ہیں بعض مفسرین نے آیت الذی یرکب من تقوم وتذلل فی لسا حدین
 سے حضرت زکریاؑ کو حضرت کے تمام آباء کا اسلام ثابت کیا ہے یعنی حق تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں کہ
 اللہ تجھے دیکھتا ہے جب کہ تو کھڑا ہوتا ہے اور پھر تاثیر مسجد کرنے والوں میں۔ استدلال سلام یوں ہے
 کہ اقلب سے یہ مراد ہے کہ حضرت کا نفع مباح آدم علیہ السلام سے تمام ان لوگوں میں تھا کہ آیا جو نماز پڑھتے
 تھے کہ آپؐ عبد اللہ اپنے والد محمدؐ کی پیشانی میں جلوہ گر ہوتے۔ اس قرابت جیت یہ ثابت ہوتا ہے کہ
 حضرت کے تمام آباء مسلمان تھے اس طرح یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اذرا ابراہیم علیہ السلام کے باب تفسیر یہ ہے
 کہ چچا تھے جو مجازاً بحاورہ عرب باب کہا ہے گئے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ اس آیت شریفہ کے تفسیر میں نے
 بہت کئے ہیں تو ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ آیت کا بہت معانی پر مشتمل ہونا ہے ہر معنی کو غرض نہیں ہوگا
 آیت کا سارا معنی پر عمل واجب ہوتا ہے یعنی آیت شریفہ ہر ایک کے گوشل ہوتی ہے۔ احادیث میں بھی
 ثابت ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں ہوتا ہوں اکل لپٹوں سے اتمام طہارت میں غسل ہوتا رہا ہوں اور آذان
 شریف میں یوں ارشاد ہوا ہے کہ مشرک کعبہ میں نہیں لایا گیا پھر مجھ کو حضرت کے انوار و اہانت مسلمان
 ہیں والد ایک اور دلائل ہر کے کہنا سنئے۔ صحیح بخاری میں ایک حدیث میں یوں مصرع مذکور ہے کہ آپؐ نے

میتہ نئی اور کچھ تھیں تو تیار رہا۔ اور دوسری حدیث باسناد صحیح طریق بشر
 حدیث کی ہے کہ میں نے بہت علماء کو پایہ بہت سے میں لیئے سات مسلمانوں
 میں نہیں ہوئی۔ بس انہوں نے ان کے معصوم کو اچھا جانے تو بدانتہا بہت ہوتا ہے
 یہ آثار میں لکھے اور انہوں نے جو کہ یہ تو حضرت سے پھرین چھتے نہ تھے وہ مولانا محمد رشید
 نے ان میں سے تھے جو میں نے جو بطلان میں وہ ان میں سے تھے جو میں نے جو بطلان میں وہ ان میں سے تھے
 یہ تھے وہ صاحب برضا حضرت ابن سعد نے حدیث میں بن عباس سے روایت کی ہے
 سلام و نوح علیہ السلام کے در بیان جتنے کہا۔ نوح بن نام سلمان میں اور دوسری روایت میں
 نوح کے در بیان اس فن گذرے تمام کے تمام یہ حدیث پر بھی بعد ازل مختلف ہوئے تو
 یہ بھی۔ ذرا بعد اس میں ہی سبط ایبٹ کی نام لے کر حدیث مختلفو افتح اللہ
 ان میں نوح علیہ السلام کے وعاکب اب عفریہ دو لندی دین دھلی سیتی مومنا اللہ ترجمہ کے
 درکار۔ مجھے وزیر کے والدین کو پیش اور جو یہ سے لکھ میں ایمان سے داخل ہوا اور نام میں
 سلمان بن ابی الجراح مانا گیا ہے بلکہ ایک شاکسے بنی ہونیکا نسبت ہے۔ پھر ابن سعد نے کہیں کے طریق
 حدیث کی ہے کہ نوح علیہ السلام کے زمانہ برابر ان کے سلام پر کہتے کہ وہ دوا و شاہ ہوا اور اپنے
 کے کوئوں کو بتوں کی جہات پر بھیجا کہ ایسا ہی علیہ السلام بھی فرود آئے (مانہ میں سے اور ابلیس
 سے اس میں ہونا ان تھریوں سے ثابت ہے واصل کلمہ بقیۃ فی حقیقہ زجر ابلیس سے اپنی اولاد
 پہنچا۔ اس میں اس نے نہیں کہ وہ کلام اللہ الامتھا اور بھی قرآن کریم میں ہے کہ وہ اپنی
 ممانعت سے کہ وہ یہ ہے اور میں نے اور کوئوں کی عبادت سے دور رکھا۔ وہ اس میں
 متناہی میں رہتے تھے وہ اس میں کہ وہ نوح علیہ السلام کے بیٹے ہونے میں اپنی
 پہنچ کے روئے میں اور ان میں کہ وہ اس میں کہ وہ نوح علیہ السلام کے بیٹے ہونے میں اپنی
 شکاری شریف سے یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ عرب اس میں کہ وہ نوح علیہ السلام کے بیٹے ہونے میں
 نے چند سے کہ ان میں کہ وہ اس میں کہ وہ نوح علیہ السلام کے بیٹے ہونے میں

عرب کا پہلا شخص ہے جسے نبیوں کی پوجا کی اور ابراہیم علیہ السلام کے دین کو بدلا۔ یہ مفسد میں تھیں۔
 شہرستانی کی کتب میں مذکور ہیں۔ عمرو بن لُحی کا زمانہ کنانہ کے زمانہ کے قریب قریب تھا اور کنانہ کے
 انجانب کے جد امجد ہیں۔ سلم و تریخی کی روایت میں ہے کہ اپنے فریاد صدق لے کر ابراہیم کی ولادت میں
 کو برگزیدہ کیا اور اسمعیل کی ولادت کے زمانہ کو اور کنانہ سے قریش پہر قریش سے ہشتم کو پہر ہشتم سے بجھے
 علامہ ابن حجر عسقلانی اصحاب بدر کے ناموں کی شرح میں ایک روایت لکھی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ شفیع المذہب
 نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام سے متعلق ہوں۔ سبکی مطلب میں آیا جو زمین کے ہتھ والوں سے اچھا تھا۔
 پہر اسطرح پہر اسطرح یہاں تک کہ میں پیدا ہوا۔ قاضی عیاض مالکی نے باسناد شیر خوار سے روایت کی ہے
 کہ انجانب نے آیت لفظ جاء کد سے اس میں انفسکم میں انفسکم کو بفتح الفاء پڑھا۔ ترجمہ تحقیق تمہارے پاس
 رسول آیا جو تم میں سے پائیزہ کو پورے سے ہے۔ اور ایک حدیث آپسے یوں ارشاد فرمائی ہے کہ میں تم
 از روئے حسب نسب قرابت بہت پائیزہ ہوں۔ آدم است لیکر میرے آبا میں کوئی بھی زانی نہ
 ہوا کلاں کے کل کلاں کرتے رہے۔ **فیلہ الحمد**۔

خاتمہ

قال اللہ تعالیٰ میں مدین یودور لہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ۔ ترجمہ تمہیں جو
 اسدوار کے رسول کو یاد دیتے ہیں ان پر اللہ نے دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے۔
 قاضی ابوبکر بن العربی دکنی سے پوچھا یا رسول اللہ کہ حضرت کے والدین ناری ہیں تو اسکا کیا حکم
 قاضی صاحب نے فرمایا کہ وہ حکم یہ مذکور ملعون ہے اس سے بڑھ کر کیا ایذا ہوگی کہ حضرت کے والدین
 کہا جائے۔ پہلی صاحب فرماتے ہیں کہ ہمیں بکلام مناسب نہیں کہ ہم حضرت کے والدین پر ناری ہو
 حکم کریں۔ بعض لوگ یہ خیال کیا کرتے ہیں کہ اگر حضرت کے والدین شریفین مسلمان ہیں تو امام
 نے کیوں فقہائے کرام میں لکھا ہے کہ ابو رسول اللہ ماقاہل الکفر جواب یہ ہے کہ اول تو نسبت
 کی طرف امام کا کہنا کہ باقول اکثر علما غلط ہے۔ دوم یہ مقولہ ہر ایک نسخہ میں پایا نہیں جاتا
 لوگ فقہ کفر کو امام صاحب کی تصنیف مانتے ہیں تو وہ باہم مختلف اقوال میں دگو اسے متفق

سے دین میں نہ تھے نہ کفر میں کہ یہ مقولہ سہ سہ ہے جس کہ ہے ہاں
 تھا و طح ساقط ہو گیا لیکن یہ عبارت یوں تھی اور رسول اللہ مامان علیہ کفر ابیض یہ تقریر
 ہے کہ یہ تیار کر دیا جائے کہ فقہ اکبر میں مامان علیہ کفر ہے اور فقہ اکبر بھی امام عظیم رحمۃ اللہ کی
 کتاب ہے جس کے میں قریب کا نام ہے تو بھی یہ دوزخ میں آتا ہے وہ مامان میں اور ناجی نہیں
 مامان علیہ کفر محدث ہوا ہے اس لئے قنات میں تصریح کی ہے وہ ہونا چاہیے اور فقہ اکبر سے
 حذرت علیہ السلام مامان علیہ کفر با اثبات نبوت ایشان تناقض نہ آئے اگر توجہ
 از رک از انہ ثابت شود البتہ ساقط آن خواهد بود نہایت کار این دومین موت کہ نجات
 سے کہتے تفصیل میں اجمال آئے در اثبات نجات والدین آنحضرت علیہ السلام علیہ السلام
 ان نیکو ایشان با وجود کفر و شرک کہ داشتند معذب نخواهند شد مثل صبیان و مجاہدین بعلت انکہ در
 احوال بودند و پیش از بعثت پیغمبر مقتضای آیت و ما کننا معذبین حتی نبعث رسولاً نعذب قبل ان
 یخرج نیست و قد سبق فی هذا ملک من الملائکہ و بریں مسلک عبارت فقہ اکبر صحیح سے زیر
 یہیں قدر است کہ مامان علیہ کفر تہ بعض قریب آتا ہواں عبارت واقع نیست مسلک دوم
 ہاں براے آنحضرت علیہ السلام نہادہ ساختند و اینہ ایمان آوردند و این مسلک نیز
 تھا کہ بنا بر مت ندارد و لہذا شمس الدین کروری کہ از اجل علیہ حقیقہ ماہ از النہر است در فقہ خود
 بچند لحن میں مات علی کفر الاولادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لثبوت انہ تھا جاہالہ حتی مانا
 مسلک سوم اینکه اینہ افضل خود باستماع از لہ آبراسمی قبیح شرک را دریافتہ ترک آن گرفتہ بودند
 یا مستعد بودند و انعام را تعظیم نیکو دند و کابر اعم کا بر بعثت آنحضرت علیہ السلام را
 نظر قدر ایشان و تولد ایشان بودند و بدل عزم مصمم داشتند کہ ہر گاہ آن سحر بر نہضت
 ہو کر شود ما از دل و جاں متابعت و اختیار کنیم چنانچہ قصہ زیر سے کہ در جہنم مہمانند والدہ شریف
 تہ بود و از بزرگان خود مرث داشت شاہد این مرعاست بیشتر غنائی بی طبعی و رسالہ خود
 میں بہت پس دریں صحت عم نجات ایشان ثابت مشہود و ہمہ بان ایشان زیارہ داشت

ہیں قدر ایمان اجمال تحقق عیناً نہ تھا چہ در حق و تو بن نفل نیز ہمیں قدر ثابت مسد بریں
 سلک ہم عبارت غہ کبر از دست نمیزدیر کہ شاید عدم ایمان مقصود راوی مایان معادہ بلیہ را تعبیر کجھ کر
 باشد اما ابی و بول فی النار دلم بؤذن ی ر شفا غفرہا کہ در حق مادر شریفہ ارشاد شدہ ازیں ہر سہ سلک
 آبار کلی و منافرت تمام دارہ ہر (بالکل منافرت و بار نہیں ہے کیونکہ یہ اہل ساطعہ انکی فسوخیت ثابت رہی
 کلمہ و ہوا حق م و کلاولی فیہ المذائل "سلکت سہی ماؤ الفناۃ"

میرا فیض فادہم و لانک من الغافلین و جود عوسا زک

رب العالمین، اللہ علی محمد و علی ال

محمد کا حب و ترویج

تمت

اعلان

بفضلہ تعالیٰ ہمارے کتب خانہ میں ہر قسم قرآن شریف و حائل سادہ و مترجم کتابیں عربی فارسی
 اردو ہندی گورکھی ناگری۔ انگریزی سرکاری نقشبات اور اکثر کتب نایاب زمانہ وغیرہ
 وغیرہ فروخت کے لئے موجود ہیں جو ہر ایک خریدار کو کفایت کے ساتھ مل سکتی ہیں اور ہر
 اہل تجارت کے لئے ایک خاص عایت رکھی گئی ہے جو آج تک کسی کتب خانہ سے نہیں ہوئی
 ایک فہرہ کے مال منگانے سے "تجارت کر سکتے ہیں اور ہر شخص کی فرمائش کی تعمیل ہوگی
 و کفایت والا کلام نہ رنقد آنے پر یا بذریعہ ملیوپی ایبل باطمینان کتب خانہ ہو سکتی ہے۔
 اور نیز واضح ہو کہ اپنا پتہ مقام شلا منلع تحصیل و تھانہ وغیرہ صاف اور حق قلم لکھ دینا
 چاہیئے تاکہ تمیل میں ہرج واقع نہ ہو در خواستیں پتہ ذیل پر آنی جائیں۔

المشاہدہ

مولوی ضایار نور احمد۔ نور محمد فیض احمد صاحبان تاجران کتب طمان بوہر دروازہ

ضمیمہ میں کتابین جلیلین جد ہما معجون البحر و ہر ثانیہا مرام الکلام فی الفکر

خاطرین لکھو ان متعصبوں کی کلام پہونچی ہوگی جو آنجناب کے آباء شریفیہ کے اسلام میں تعصب کرتے ہیں حالانکہ کوئی اہل اصول اسلام سے ایسی نہیں جو انکی ثبوت اسلام سے منہدم ہوتی ہو۔ پس اگر کس طرف سے غم کی شکایت ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب میں کرتی۔ حافظ محدث امام سیوطی پر اللہ کی رحمت ہو کہ اُس نے۔ حضرت کے آباء شریفیہ کے ثبوت اسلام میں پہونچے رکھے اور مخالفین کے تمسکات کو الگ کیا۔ علی قاری سے تعجب ہے کہ علامہ سیوطی کے بعض رسائل کا رد لکھا۔ علی قاری کے شیخ ابن حجر نے اُسے نیند میں دیکھا کہ وہ کعبہ کی جہت پر چڑھ کر بیٹھے گر پڑا۔ اس کی تعبیر دریافت کی تو معلوم ہوا کہ یہ بیہوش و تعجب بوجہ ہانت والدین رسول اللہ کے پہونچا۔ قاری کی موت اور سیوطی واقع ہوئی جیسے اُس کے شیخ نے دیکھی تھی۔ یہ ابن حجر کی کرامات ہے۔ بعض متعصبین کا یہ قول کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے فقہ اکبر میں یہ لکھا ہے کہ آنجناب کے دائر کفر پر مہر ہے مین افتراء ہے۔ حاشا کہ وہ اپنے عقیدہ میں یہ ذکر کر رہے۔ فقہ اکبر کے نسخہ متخالف مین اکثر نسخوں میں یہ ذکر نہیں ہے۔ اگر فرض کر لیں کہ اس طرح لکھا ہوا ہی تو بھی جواب دے سکتا ہے کہ حدیث احیاء اس کا جواب ہے مین کہ کتاب ہون کہ جو لوگ حضرت کے آباء مطہر کا اسلام ثابت کرتے ہیں آنجناب نے خوشنود ہونگے اور انکی شفاعت فرمائینگے اور جو لوگ انکی کفر پر تعصب کرتے ہیں ان پر عتاب کریں گے (ملفوظات من جہاں البحر) مرام الکلام میں ذکر کیا ہے کہ حضرت کے والدین کے مسئلہ میں تین مذاہب ہیں اول یہ کہ وہ اہل فترت سے ہیں۔ اہل فترت میں محتار قول یہ ہے کہ انہیں نجات ہوگی۔

بعض نے امتحان کی شرط لگائی ہے۔ آنجناب کے والدین کا امتحان میں کیا ہوگا بہت
 سے علماء کا فتوہ ہے ابن مسعود فرماتے ہیں کہ آپ اپنے والدین سے
 سوال کی گئی تو فرمایا کہ میں نے اپنے لئے اللہ سے سوال کیا جو میں نے مانگا تھا
 مجھے دیا گیا۔ ابن عمر سے مرفوعاً آیا ہے کہ آنجناب نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے
 والدین اور چچا ابوطالب کے لئے جو جاہلیت میں میرا بہائی تھا شفاعت
 کروں گا دوسرا مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حجت الوداع میں زندہ
 اور وہ ایمان لائے۔ اسکو خطیب بغدادی۔ دارقطنی۔ ابن عساکر۔ ابن شامہ
 محب الطبری۔ نے روایت کیا ہے۔ امام قسطلی۔ ابن المنذر وصلاح صفدی
 حافظ شمس الدین اسی طرف غائب ہیں۔ تیسرا مذہب یہ ہے کہ وہ جاہلیت کے
 مسلمانوں کی مانند ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھے جیسے زین عمر و بن نفیل
 وقیس ابن عده۔ و ورقہ بن نوفل۔ و عمر بنی غنیم۔ امام رازی اسی کا قائل ہیں
 چنانچہ جناب آمنہ والدہ مطہرہ آنجناب کے موت کی بیماری میں اپنا دین ابراہیم علیہ السلام
 کا بتلایا تھا۔ شیخ ابوالقادر فرماتے ہیں کہ حجت قاطعہ آگے والدین شریفین کے
 ثبوت الاسلام میں یہ آئی ہے و قل رب ھما کما ریاہنی صغیرا۔ پہر حافظ
 صاحب نے مخالفین متمسکات کا جواب دیا ہے۔ کہا ہے کہ جو حدیث شریف
 میں آیا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت کے سوال کیا کہ میرا کیا پان ہے فرمایا اگر میں سے
 فحشید کر چکے تو اُسے بلا کر فرمایا کہ میرا باپ اور تیسرا باپ دونوں اک میں ہیں
 حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ مراد اس کے اپنے چچا کو رکھا تھا ہاں۔ میں کہتا
 ہوں یہ تاویل ٹھیک نہیں معلوم ہوتی کیونکہ ابوطالب خود مسلمان تھے، چنانچہ میری
 ایک ساری سے بقول الجلی فی نجات عم النبی ابی العلی اس بارہ میں لکھا ہے
 اگر وہ جہالت سے ہو سکتا ہے کہ دخول نارسے خلود نارسے نہیں آتا مگر حق یہ ہے

کہ یہاں دوسری وہ حدیثیں جو اس ضمن میں کہیں منسوخ ہیں کہا کرتے تھے کہ یہاں
 اور وہ حدیث جس میں فرمایا کہ میں اپنی والدہ کی قبر پر بہت رویا اور اذیت
 کی درخواست کی مگر منظور نہ ہوئی۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ اگر آپ کا وجہ فتنہ
 تھا یا بسبب کٹا ہونے کے تھا جو اسے فترہ میں واقع ہونے سے پہلے جو ثواب کے زیادتی
 کے مانع ہوئے۔ اور شفاعت بھی غالباً انہیں گناہوں کے لئے ہوگی جو بوجہ
 تاخیر مصیبت اس وقت اذن ہوا۔ پھر حافظ صاحب کہتے ہیں کہ اگرچہ ان احادیث
 کو ظاہر پر چوڑ دین منسوخ کریں نہ تاویل کریں احادیث احیاء ان احادیث کا
 جواب فی حدیثوں میں آپ کے والدین کا زندہ ہونا مذکور ہے۔ ۵۰

کافی و شافی جواب ہیں۔

پھر لکھا ہے کہ علی قاری سے تعجب ہے کہ حضرت کے والدین کفر میں ایک سال
 لکھا اور اس میں یہ لکھا ہے کہ (معاذ اللہ) آمنہ ملعونہ کافرہ ہی ہمیشہ دوزخ میں
 طرف یہ کہ یہ رسالہ اپنے اوتاد ابن حجر مکی کے پاس جبرأت کر کے بھیجا
 ابن حجر نے اس کے رد میں ایک بڑا لمبا چوڑا رسالہ لکھا۔ نفوذ باللہ من غضب اللہ
 غضب اللہ۔ عمر ابن عبد العزیز کے سامنے سلیمان بن جندب نے (جو اسکا منشی تھا)
 یہاں حضرت کے والدین ایسے تھے عمر بن عبد العزیز بہت غضبناک ہوا اور اسے
 موقوف کر دیا۔ جو شخص حضرت کے والدین شریفین کو معاذ اللہ کافر کہے چھو
 لہا۔ ان کے ملعون ہونیکا فتوے دیا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ان الذین
 یؤذون الرسول لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ ۛ ۛ ترجمہ بت تحقیق جو لوگ اللہ و اس کے
 رسول کو ایذا دیتی ہیں اللہ نے انکو دنیا و آخرت میں لعنت کی ہے۔
 امی ابو بکر بن عمری فرماتے ہیں اس سے زیادہ کوئی ایذا انہیں ہی کہ حضرت کے
 والد کو دوزخی کہا جائے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مشکوٰۃ شریف کے ترجمہ میں تحت حدیث -
 بعثت من خیر قومی آدم الخ فرماتے ہیں اما ابائے کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 پر یہ نشان آدم تا عبد اللہ طاہر و طہرانہ از دین کفر و جس شرک چنانکہ فرمودہ بیرون آمدہ
 از اصلاط ہرہ بارحام طاہر و دلائل دیگر کہ متاخرین علیائے حدیث آنرا تحریر و تقریر فرمودہ
 اند و بجز این علمی است کہ حق تعالیٰ سبحانہ مخصوص گردانیدہ است باین ستارگان را -
 یعنی علم انکہ اباء و اجداد شریف آنحضرت ہمہ بر دین توحید و اسلام پورہ مذ و از کلام متقدیم
 لایح میگردد و کلمات برخلاف آن و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء توختن من یشاء
 و خداائے جزائے خیر و تہجد لال لدین سوطی را کہ درین باب سائیل تصنیف کردہ اند
 و افادہ و اجادہ نمودہ این عارطاہر باہر گردانیدہ است و حاشا اللہ کہ این نجو پاک را
 در کجا ظلمانی ملید یہ نہند و در عرصات آخرت بہ تعذیب و تحقیر آباد اورا مخزنی مخذول
 گردانند و تمام شد

اشکھا واجب لظہا

کیا مسلمان تو کو ان رسائل کے خرید کرنے میں ہی تامل ہوگا - ہرگز نہیں
 یہ وہ رسائل ہیں - جنکے پڑھنے میں ثواب اور محبت نبوی کے حاصل کرنے کا اعلیٰ و بیحد

یعنی ارشاد الغنی الی اسلام ابا النبی و قول البطلی فی نجات علم النبی الی العلی

و شمس باز غور بیان عدم گراہت باعت ثابہ

جنکو یہ رسائل مطلوب ہوں بدگان مولوی غلام نور احمد تاجران کتب شہر مدینہ منورہ

المشہور

ندہ بر نور و در صفی عند -